قربانی کا معنی، ابتداء، اہمیت، فضائل، حقیقت، ثواب، مسائل، طریقہ، فلسفہ، غرض

بقلم: ڈاکٹر فیض احمد بھٹی (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

اللہ کریم کو اپنے بندوں سے بہت زیادہ محبت ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی بندہ نارِ جہنم کا ایندھن بنے، اسی لئے اس نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے اپنے بندوں کیلئے جنت کے راستے ہموار کئے اور ایسے ایسے عظیم اور آسان طریقے اور ذرائع مقرر کئے کہ جنہیں اپنا کر انسان اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے اور دنیا وآخرت کی ذلت ورسوائی سے محفوظ ہو جاتا ہے، نیز جنت الفردوس اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ اُن طریقہ جات اور ذرائع میں سے قربانی کرنا بھی ایک ایسا عظیم الشان طریقہ وعمل ہے کہ جس سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہو جاتی ہے اور اس کی دنیا وآخرت بھی سنور جاتی ہے۔

لفظِ قربانی کا معنی ومفہوم: لفظ ''قربانی'' قَرّبَ یُقَرِّبُ سے مصدر بروزن ''فُعْلاَن'' ہے جبکہ بعض اقوال کے مطابق یہ لفظ صیغۂ اسم فاعل بروزن ''قربان'' ہے اور بعد میں اس کے آخر میں یائے نسبتی لگا دینے سے لفظ ''قربانی'' بن گیا۔ (لسان العرب)

اب یہ لفظ اُن جانوروں کیلئے علم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جو کہ عید الأضحیٰ کے دن اللہ تعالیٰ کیلئے ذبح کئے جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے قربانی کا معنی یہ ہوا کہ قریب کر دینے والی، کیونکہ یہ عمل انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے اس لئے اسے قربانی کہتے ہیں۔

ابتدائے قربانی: قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ ﴿ولکل أمة جعلنا منسکاً لیذکروا اسم اللہ علی مارزقھم من بھیمة الأنعام﴾ [الحج: ۳۴] سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی شروع ہی سے ہر امت یعنی ہر قوم پر مقرر کی گئی تھی جبکہ قربانی دینے کے طریقے مختلف تھے۔

پھر قرآن مجید میں یہ بھی مذکور ہے کہ سب سے پہلے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی، ایک بیٹے کی قربانی قبول ہوگئی جبکہ دوسرے کی ردّ کر دی گئی۔

قربانی کا یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے لختِ جگر اسماعیل علیہ السلام کو بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دینے سے گریز نہ کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے ان کے بیٹے کی جگہ جنت سے بھیجے گئے دنبے کو ذبح کروادیا۔

قربانیوں کا یہ سلسلہ بدستور جاری رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کو بھی بذریعہ وحی قربانی دینے کا حکم فرمایا: ﴿انا أعطینک الکوثر ٥ فصلّ لربک وانحر﴾ [الکوثر: ۱،۲] ترجمہ: ''اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو خیرِ کثیر عطا فرمائی ہے لہذا آپ اپنے رب کیلئے نماز پڑھیں اور قربانی بھی دیں''۔

اہمیت قربانی: قربانی کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگایا جاسکتا ہے جسے حضرت ابو ہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا (مَن وَجَد سعةً فَلَمْ یُضَحّ فلا یقْربنّ مُصّلانا) ترجمہ: ''جو آدمی قربانی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ بھٹکے''۔ [مسند احمد: ۲/۳۲۱، سنن ابن ماجہ: ۳۱۲۳] پھر ایک دوسری حدیث سے بھی قربانی کی اہمیت واضح ہوتی ہے جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ: (أقَام رسولُ الله بالمدینة عشر سنین یُضحّی) ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال تک مقیم رہے جبکہ ہر سال قربانی دیا کرتے تھے''۔ [جامع ترمذی: ۱۵۰۷] یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری سال حجۃ الوداع کے موقع پر سو (۱۰۰) اونٹ نحر (قربان) کئے جن میں سے تریسٹھ (۶۳) کو آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے ذبح کیا اور باقی کو ذبح کرنے کا کام حضرت علیؓ کے سپرد کیا اور اس کے ساتھ ہی اپنی ازواج مطہراتؓ کی طرف سے ایک گائے بھی ذبح فرمائی [صحیح مسلم: ۱۲۱۸]

مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ قربانی سنتِ مؤکدہ ہے لہذا وہ شخص جو اس کی استطاعت رکھتا ہو اسے لازمی طور پر قربانی کرنی چاہیے بلکہ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (یاأیھا الناس! انَّ علی کلِّ أھل بیتٍ فی کل عام أضحیة) ترجمہ: ''اے لوگو! ہر فیملی پر ہر سال قربانی دینا ضروری ہے''۔ بایں وجہ بعض ائمہ نے قربانی کو واجب قرار دیا ہے۔ [سنن ابوداود: ۲۷۸۸]

فضائل قربانی: قربانی اور قربانی دینے والے کی فضیلت میں کئی ایک احادیث منقول ہیں۔ جیسا کہ ایک مقام پہ

آپ ﷺ نے ارشادفرمایا:(ما عمل آدمیٌّ من عمل یوم النحر أحبَّ الی الله من اهراق الدّم انّها لتأتی یومَ القیامة بقُرُونها وأشعارها وأظلا فها وأنّ الدّم لیقع من الله بمکان قبل أن یقع من الأرض فطِیبُوا بها نفساً) ترجمہ:''اللہ تعالیٰ کوعیدالاضحیٰ کے دن قربانی سے بڑھ کرکوئی بھی عمل زیادہ محبوب نہیں ہوتا، بیشک بروز قیامت قربانی کے جانورکاثواب،سینگوں، بالوں اورکھروں سمیت ملے گااورقربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل ہی قربانی بارگاہ الٰہی میں قبول ہوجاتی ہے،لہٰذا بخوشی قربانی کیا کرو''۔[جامع ترمذی:۱۴۹۳،سنن ابن ماجہ:۳۱۲۶]ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے بایں الفاظ فضیلتِ قربانی کا تذکرہ فرمایا:(استفر هوا ضحایا کم فانّها مطایاکم علی الصراط)ترجمہ:یعنی موٹے اورتازے جانوروں کی قربانی کیا کرو، کیونکہ وہ پل صراط پرتمہاری سواریاں ہوں گے۔[تلخیص الحبیر:۴/ ۱۳۸، کنزالعمال:۱۲۱۷۷]

حقیقت قربانی اوراس کا اجروثواب: صحابہ کرامؓ نے ایک دن عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:(سنة أبیکم ابراهیم)''یعنی یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے'' پھرعرض کیا کہ ان قربانیوں کا اجروثواب کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشادفرمایا:''پورے جسم کے ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی ملے گی''۔[مسنداحمد:۱۹۶۸۳،سنن ابن ماجہ۳۱۶۷]

ایک اورحدیث مبارک میں آپ ﷺ نے ارشادفرمایا:(مَن ضَحّی طیبةً نفسُه محتسباً لأضحیتِه کانت له حجاباً من النّار)ترجمہ:''جس نے خوشی کے ساتھ قربانی کی اوراللہ تعالیٰ سے اجروثواب کی امید بھی رکھی تو یہ قربانی اس کیلئے جہنم کے مقابلہ میں ڈھال بن جائے گی''۔

اہم مسائلِ قربانی: قربانی کے جانورکوخریدتے وقت اچھی طرح چیک کرلیں تاکہ بعدمیں کوئی پریشانی نہ ہوکیونکہ بازاروں اورمنڈیوں میں رطب ویابس دونوں طرح کی اشیاءموجودہوتی ہیں مسائل واحکام قربانی کتب فقہ میں تفصیلی طورپرموجودہیں ہم حسبِ مضمون چنداہم اورضروری مسائل کا بالترتیب اوربحوالہ تذکرہ کرتے ہیں۔(ان شاءاللہ)

۱۔ بکراہو،مینڈھاہو،گائے ہویااونٹ سب کیلئے ضروری ہے کہ وہ''مُسنِة''ہوں ہاں اگرکسی مجبوری کے پیش نظر''مسنه''نہ ملےتو پھربھیڑکا''جذعہ''کیا جاسکتا ہے۔[صحیح مسلم:۱۹۶۴]

حدیث مذکورمیں موجودلفظ''مُسِنّة''کے بارے اہل علم کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔بعض کے نزدیک اس سے مراددودانتوں والایعنی دوندا جانورہےاوربعض کے نزدیک اس سے مراد ایک سال

تک کی عمر کا جانور ہے۔
جبکہ راجح قول یہی ہے کہ ''مُسنّة'' سے مراد دوندا جانور ہے۔ جیسا کہ لمعات شرح مشکاۃ، مجمع البحار، تاج العروس وغیرہ میں مذکور ہے۔ پھر ایک اور حدیث سے اس قول کی تائید ملتی ہے جس کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں۔ (ضحوّا بالثنایا) ''یعنی تم دو دانتوں (دوندے) والے جانوروں کی قربانی کیا کرو''۔[نصب الرایۃ للزیلعی: ۴/۲۱۶]
مندرجہ بالا اَحادیث واقوال سے ثابت ہوا کہ قربانی کیلئے جانور کا مُسنّہ ہونا ضروری جبکہ مُسنّہ سے مراد دوندا جانور ہی ہے۔ صحیح مسلم شریف کی مذکورۃ روایت میں یہ بھی ثابت ہے کہ اگر کسی شرعی مجبوری کی بنا پر مُسنّہ میسر نہ ہو سکے تو بھیڑ کا جذعہ قربانی کرنا جائز ہے۔
اس مقام پر ہم چاہتے ہیں کہ لفظ ''جَذَعةٌ'' کی بھی کچھ وضاحت ہو جائے، کیونکہ بعض دوست اس لفظ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بالکل چھوٹے چھوٹے جانور قربانی کیلئے ذبح کر لیتے ہیں، اور تمام جانوروں کے بچوں کو بطور قربانی ذبح کرنا جائز بھی سمجھتے ہیں۔
حالانکہ مسلم شریف کی اس حدیث سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ جذعہ یعنی بھیڑ کا بچہ اس صورت میں قربانی کرنا جائز ہے جب کوئی مجبوری پیدا ہو جائے جس کے پیشِ نظر دوندا ملنا محال ہو جائے بصورتِ دیگر نہیں۔ رہی بات لفظ ''جَذَعةٌ'' تو یہ لفظ مضبوط اور قوی کے معنی میں آتا ہے نیز یہ ''مُسنّه'' کا نصف ہوتا ہے۔ اب جب آپ ﷺ نے ''جَذَعَةٌ مِن الضَأْن'' کی قید لگادی تو ظاہر یہ ہوا کہ دوندا نہ ملنے کی صورت میں جذعہ قربان کیا جا سکتا ہے لیکن وہ جنسِ بھیڑ سے ہو نہ کہ کسی اور جنس سے۔
جیسا کہ اس بات کو حافظ ابن حجرؒ نے (فتح الباری) میں اور علامہ ابن عثیمینؒ نے (الشرح الممتع) میں راجح قرار دیا ہے۔ بعض اہل علم نے اس بات کو واضح کیا کہ جذعۂ ضأن تقریباً گیارہ سے بارہ ماہ تک کے بھیڑ کے بچے کو کہتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

۲۔ قربانی کا جانور موٹا تازہ اور صحت مند ہونا چاہیے۔[سنن ابوداود، جامع ترمذی]

۳۔ قربانی کیلئے کمزور، بیمار، لاغر، لنگڑا، معذور، کانا، بھینگا، کان کٹا اور سینگ ٹوٹا یعنی ناقص وعیب دار جانور نہیں ہونا چاہیے۔[مسند احمد، سنن ابوداود، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی]

۴۔ خصی جانور کی قربانی کرنا جائز ہے کیونکہ خصی ہونا کوئی نقص نہیں ہے۔[مسند احمد، سنن ابوداود، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی]

۵۔ آلاتِ قربانی مثلاً چھری، ٹوکہ وغیرہ جانوروں سے چھپا کر تیز کریں نیز ایک جانور کو دوسرے کے سامنے ذبح کرنے سے پرہیز کریں کیونکہ اس عمل سے جانور تکلیف محسوس کرتے ہیں۔[معجم طبرانی، مستدرک حاکم]

۶۔ قربانی کا جانور مالک خود ذبح کرے یا پھر کم از کم بوقتِ ذبح قریب کھڑا رہے کیونکہ جانور کے خون کے قطرے زمین پر گرنے سے قبل ہی گناہ (صغیرہ) معاف ہو جاتے ہیں۔[صحیح مسلم، مسند بزار]

۷۔ قربانی نمازِ عید پڑھنے کے بعد ذبح کرنی چاہیے کیونکہ جو قربانی قبل از نماز عید کی جائے وہ قربانی شمار نہیں ہوتی بلکہ عام صدقہ ہوگا۔[صحیح مسلم، صحیح بخاری]

۸۔ ایک جانور پورے گھر یعنی اہل خانہ کی طرف سے کافی ہوتا ہے۔[سنن ابی داود]

ہاں اگر کوئی استطاعت رکھتا ہو تو ہر فرد کیلئے الگ الگ قربانی بھی کی جا سکتی ہے۔[صحیح بخاری]

۹۔ کسی فوت شدہ شخص کی طرف سے بھی قربانی کرنا جائز ہے مگر اس وقت کہ جب آدمی بھی اپنی طرف سے قربانی دے اور میت کیلئے علیحدہ دے۔[صحیح مسلم، سنن ابوداود، جامع ترمذی]

۱۰۔ گائے میں سات حصے دار اور اونٹ میں بھی سات حصے دار شریک ہو سکتے ہیں۔[صحیح مسلم]

ایک دوسری روایت کے مطابق اونٹ میں دس حصے دار بھی شریک ہو سکتے ہیں۔[مسند احمد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ]

۱۱۔ قربانی کا گوشت تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ایک اپنے لئے۔

۲۔دوسرا اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب اور ہمسائیوں کیلئے۔

۳۔جبکہ تیسرا غربا، فقرا اور مساکین کیلئے۔[تفسیر ابن کثیر (سورۃ الحج)، الشرح الممتع: ۷/۴۸۱۔۴۸۲]

۱۲۔ قربانی کی کھال اور گوشت قصاب کو ہرگز نہ دیں۔ بلکہ ذبح کرنیکی اجرت دیں اور کھال صدقہ کر دیں۔[صحیح بخاری، صحیح مسلم]

۱۳۔ قربانی کی کھالیں وہیں استعمال کریں جہاں زکاۃ استعمال ہو سکتی ہے جیسا کہ دینی مدارس، غربا، فقرا، مساکین وغیرہ۔[تفسیر ابن کثیر]

۱۴۔ قربانی کی رقم کسی دوسرے اچھے کام پہ خرچ کرنے سے نہ تو قربانی کا ثواب ملتا ہے اور نہ ہی قربانی کا بدل بن سکتا ہے۔[سنن دار قطنی]

۱۵۔ عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا اور بعد میں قربانی کا گوشت کھانا سنت ہے۔[مسند احمد، جامع

ترمذی، صحیح ابن حبان]

۱۶۔ جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ لینے کے بعد قربانی ذبح کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ نیز جو کوئی قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ بھی اگر یہ عمل اپنائے تو اللہ تعالیٰ اُسے بھی اجر وثواب سے نوازے گا۔[صحیح مسلم، سنن ابوداود]

مسنون طریقۂ قربانی: قربانی کے جانور کو اس طرح زمین پہ لٹائیں کہ اس کا پیٹ اور منہ قبلہ رُخ ہو، پھر بائیں ہاتھ سے اس کا منہ پکڑ لیں جبکہ دایاں پاؤں اس کی گردن پر رکھیں اور پھر تکبیر یعنی: (بِسمِ اللّٰہ وَاللّٰہُ أکبر) پڑھکر ذبح کر دیں۔[صحیح بخاری، صحیح مسلم]

ذخیرہ اَحادیث میں اور بہت سی دعائیں بھی موجود ہیں جنہیں بوقتِ قربانی پڑھا جاسکتا ہے۔

فلسفۂ قربانی:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اجتماعی طور پر منظر پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ مسلمانوں کی اجتماعی قوت نمایاں طور پر ظاہر ہو جاتی ہے۔

۳۔ جن لوگوں کو سال بھر گوشت دیکھنا نصیب نہیں ہوتا انہیں بھی قربانی کے روز وافر مقدار میں گوشت مل جاتا ہے۔

۴۔ قربانی کی کھالوں سے غربا، فقرا اور مساکین وغیرہ کی مالی امداد ہو جاتی ہے۔

۵۔ مختلف مصنوعات جو کہ چمڑے اور ہڈیوں سے بنائی جاتی ہیں ان کیلئے وافر مقدار میں خام مال مہیا ہو جاتا ہے۔

قربانی سے اللہ تعالیٰ کو کیا مطلوب ہے؟ اگر دیکھا جائے تو قربانی کے جانور کا گوشت پوست ہمارے کام آتا ہے بلکہ اس کے کھالوں اور بالوں تک سے ہم ہی فائدہ اٹھاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کو قربانی سے کیا مطلوب ہے؟؟ وہ اس سے کیا چاہتا ہے؟؟ تو جواب میں یہ آیت مبارکہ سامنے آجاتی ہے کہ ﴿**لن ینال اللّٰہ لحومها ولادمائها ولکن یناله التقوی منکم**﴾ [**الحج: ۳۷**] ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت وخون نہیں پہنچتا بلکہ اس کے پاس تو تقوی و پرہیز گاری پہنچتی ہے‘‘۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو تو صرف اور صرف اخلاص وتقوی مطلوب ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ قربانی جیسے عظیم عمل میں ہر قسم کے دکھاوے سے بچنا چاہیے اور صرف رضاءالٰہی کیلئے قربانی ہونی چاہیے۔ کیونکہ وہ تو **عَلیمٌ بذَاتِ الصُدور** ہے۔